غزل

جناب قیس رامپوری

ظلمت سے لے کے مجھ کو دیارِ سحر گئے
یہ تارِ پیرہن بھی بڑا کام کر گئے

ہنسنا کسے نہ چاہیئے اس دور میں مگر
ہم اپنے قہقہوں کی شرارت سے ڈر گئے

کچھ ایسے بھی تھے ڈوبنے والے کہ جنکے بعد
موجیں اٹھیں تو دوسرے ڈوبے ابھر گئے

بیٹھے تھے دوسروں کے گریباں سنوارنے
لیکن یہ اتفاق کہ ہم خود سنور گئے

راہِ وفا میں دھوپ بہت تیز تھی مگر
اچھا ہوا کہ آپ کے گیسو بکھر گئے

ترکِ وفا ہزار سہی پھر بھی یار ہا!
اشکوں کے قافلے سرِ مژگاں ٹھہر گئے

اُن کو بھی آج میرا خیال آ گیا تھا قیس
دانستہ آج میری گلی سے گزر گئے!